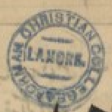


رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ



نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل ایم۔اے } ایڈیٹر انچیف
۱۴۔ وارث روڈ۔ لاہور

پادری غلام مسیح صاحب } اسسٹنٹ ایڈیٹر
میکلوڈ روڈ۔ لاہور

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب } مینجر
ایم۔اے۔ ایمپرس روڈ۔ لاہور

خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینجر صاحب ہونا چاہئے۔ تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے بنام ایڈیٹر ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۵	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۲ جنوری ۱۹۲۶ء	نمبر ۴

غزل

پادری رابرٹ گارڈنر صاحب اسبق

ہم ناظرین کرام سے پادری رابرٹ گارڈنر صاحب اسبق کا تعارف کراتے ہیں۔ آپ ۰۰ پادری گارڈنر صاحب صبر کے چھوٹے بھائی ہیں۔ جن کے کلام معجز نظام سے ناظرین کرام ۰۰ کئی سال سے لطف اٹھاتے رہے ہیں شعر و سخن میں آپ بھی اعلےٰ ملکہ و امتیاز رکھتے ہیں۔ ہمیں اس بات سے اور بھی خوشی ہوئی ہے کہ آپ بفضل خدا خادم الدین ہیں۔ آپ نے بھی نور افشاں کی طرف اپنی توجہ مبذول فرمائی ہے۔ آپ کا تازہ کلام ناظرین کرام کی ضیافت طبع کے لئے زینت اوراق نور افشاں کیا جاتا ہے۔ پادری صاحب سے امید کی جاتی ہے کہ آپ ہمیشہ نور افشاں کو یاد فرماتے رہینگے۔ ایڈیٹر

مطلع
تمہیں ظاہر ہو مجھ میں اور تمہیں باطن میں پنہاں ہو
مسیحا تم مرے دل ہو جگر ہو جسم ہو جاں ہو

مطلع
مسیحا آ کے گر اس خانۂ دل میں تو مہماں ہو
یہی اجڑا ہوا سا گھر مرا رشک گلستاں ہو

رہو ہر وقت لیتے تم مسیحو نام عیسے کا
یہی وہ نام ہے لینے سے جسکے دور شیطاں ہو

چھڑکنا ہو نمک گر میرے زخموں پر تو یوں چھڑکو
چھڑکتے جاؤ تم غیروں کے ہاتھوں میں نمکداں ہو

یہی کہتی ہے ہر شاہ و جہاں سے گو میں عزت
تمہیں ہو تخت کے مالک تمہیں مشہور سلطاں ہو

اگر ہو گزر دل میں تو ہو عیسے کی صحبت کی
اگر ارماں ہو عیسیٰ سے ملجانے کا ارماں ہو

ہے وہ کو سینکڑوں جس نے بہایا خوں مری خاطر
تمنا ہے مرے اس خانۂ دل میں وہ مہماں ہو

تمنا ہے مسیحا جان و دل تجھ پر فدا کر دوں
میں پروانہ ہوں تیرا تو مری شمع شبستاں ہو

وہی ہے آنکھ جسکو جلوۂ عیسے نظر آئے
وہی ہے دل کہ جس میں جلوۂ عیسیٰ نمایاں ہو

بھلا اس سے بھی بڑھکر اور کیا ہوگا کہ دنیا میں
خدا خود آئے تکلیفیں اٹھائے ہم پہ قرباں ہو

قطعہ
خدا ابھی ہو بشر بھی ہو بڑے بھی تم ہو چھوٹے بھی
تمہیں سے پوچھتے ہیں ہم کہو تم کیسے انساں ہو

کبھی مختار ہو آزاد ہو غالب ہو تم سب پر
کبھی تم دشمنوں کے ہاتھ میں سر در گریباں ہو

کبھی قادر ہو تم ایسے کہ مردوں کو جلاتے ہو
کبھی خود مر کے تم زیر زمیں اک جسم بیجاں ہو

یہی اسبق کا ایمان تم مر کر ہوئے زندہ
برابر ہو خدا کے تخت پر تم شاہ ذیشاں ہو

پیامِ سالِ نو

ساقیِ دلربا منم مستِ مئے خیالِ نو
سوزِ غمِ فراق شد بجو دم از وصالِ نو

ہست ہنوز چشمِ من محوِ مہ جمالِ نو
عاشقِ خط و خالِ نو شیفتۂ ہلالِ نو

ظلمتِ دہر گم شدہ کلفتِ قہر رم شدہ
عالمِ تار یافتہ لمعہ رخِ کمالِ نو

صحبتِ گلرخاں کجا؟ الفتِ زنگیاں کجا
دشتِ دلِ حزیں شدہ تشنۂ زنگالِ نو

بادِ صبا! نوید دل صبح امید را رساں
گوش گرہے جاں شدہ لطفِ پیامِ حالِ نو

ہر دم دلنوا بگو صادقِ خستہ حال را
لغزۂ قدسیاں۔ دمِ عیسے خوش مقالِ نو

ڈاکٹر لاموایل۔ صادق

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

گوجرانوالہ کے بشارتی جلسے

گذشتہ سے پیوستہ

تیسرے دن جلسہ کا عالم ہی کچھ اور تھا۔ جلسہ گاہ سامعین کے ہجوم سے اس طرح پٹی پڑی تھی کہ کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ پچھلے دو دن کی تقاریر نے لوگوں کی دلچسپی کو بہت بڑھا دیا تھا۔ پادری سلطان محمد صاحب نے ایک گھنٹہ تقریر فرمائی۔ لوگ ہمہ تن گوش تھے۔ اس رات کا مضمون بائبل یا وید تھا۔ آپ نے فرمایا کہ

سب مذاہب کا دعوےٰ ہے کہ ہماری کتاب الہامی اور واجب اتباع ہے۔ مگر صرف دعویٰ کوئی چیز نہیں جبتک اُسے مدلل طور پر پیش نہ کیا جائے۔ سو میں چند معیار پیش کرتا ہوں۔ جن سے الہامی کتاب کی شناخت ہو سکے اور وہ معیار ایسے ہیں جو ہر سمجھدار آدمی بلا تمیز مذہب وملت قبول کر سکتا ہے۔ سب سے پہلا اور ضروری مسئلہ خدا کی ہستی کا ہے۔ الہامی کتاب کے لئے لازمی ہے کہ خدا کی ہستی کے ثبوت کے لئے اس میں دلائل ہوں۔ دوم اس میں ایسی تعلیمات ہوں جن سے ذاتِ باریتعالیٰ میں کچھ نقص نہ آئے۔ پھر اس کتاب کی تعلیم ایسی چاہئے کہ سطح زمین کے ہر حصہ پر وہ دستور العمل کے طور پر ٹھہر سکے اس کتاب میں عبادت الٰہی کے طریق ایسے سادہ اور آسان ہوں کہ بچہ۔ بوڑھا۔ امیر غریب سب اس پر عمل کر سکیں۔ یہ تو الٰہیات کا پہلو ہے۔ اس کے علاوہ معاشرتی پہلو بھی قابلِ عمل ہونا چاہئے۔

اب بائبل مقدس خدا کی ہستی کے دلائل پیش کرتی ہے۔ رومیوں کے خط کے باب اول انیسویں اور بیسویں آیات کا مطالعہ کیجئے کہ اس میں ایک بے نظیر پیرایہ میں دلیل اِنّی سے خدا کی ہستی کو ثابت کیا ہے۔ معلولات سے وجودِ علت یا علت العلل کو ثابت کر کے دکھایا ہے یہ دنیا اور اس کی صنعتیں دکھا کر صانعِ حقیقی کا پتہ دیا ہے

پھر چودھویں زبور کی پہلی آیت میں لکھا ہے کہ احمق کہتا ہے کہ خدا کوئی نہیں اور انیسویں زبور میں پہاڑ اور گہرائیاں۔ اونچائیاں اور دیگر مناظر کو پیش کر کے خدا کا ثبوت دیا ہے۔ استثنا کے چھٹے باب میں خدا کی وحدانیت کا ذکر ہے زبور ۹۰: ۲ میں اس کے قدیم اور لاتبدیل ہونے کا بیان ہے۔ زبور ۱۰۴-۲۴ میں اسے قادر و حکیم کہا گیا ہے اور ایک سو انتالیسویں زبور میں لکھا ہے کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ اب یہ اس قسم کی تعلیم ہے کہ اس سے خدا کا عرفان اس خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ حاصل ہو جاتا ہے کہ اس کی ذات وصفات میں نقص نہیں آتا اور نہ ان میں شبہ ہی ہو سکتا ہے۔ پھر چاہئے کہ الہامی کتاب سب کے لئے یکساں ہو۔ بائبل ہمیں یہ تعلیم دیتی ہے کہ غریبی امیری پنچ اونچ کا کچھ خیال نہ کرو تم سب کے سب برابر ہو۔ مذہبی نکتہ نظر سے ہمارے ہاں سب ایک جیسے ہوں۔ (دیکھو اکرنتھیوں ۱۲: ۱۳)

پھر طریقِ عبادت پر غور کرو۔ عبادت ہی وہ رشتہ ہے جو انسان اور خدا کا تعلق جوڑنے والا ہے۔ یہ عبادت کیسی ہونی چاہئے۔ انجیل ہمیں بتاتی ہے کہ عبادت روح اور راستی سے ہونی چاہئے۔ یہ وقت اور جگہ کی قید اور ظاہرداری کی باتیں سب عبث ہیں۔ نہ اس پہاڑ پر نہ اُس پہاڑ پر۔ بلکہ ہر جگہ سچائی کے ساتھ۔ خلوص نیت کے ساتھ ہر شخص بلا مرد وغیرہ اپنی عبودیت کا اقرار کر سکتا ہے۔ دوستانہ طریق سے بات چیت کر سکتا ہے اور اپنا دل اس محبوبِ حقیقی کے سامنے انڈیل سکتا ہے یہ ہے وہ عام۔ سہل اور قابلِ عمل طریقِ عبادت جس کا ذکر بائبل مقدس میں ہے (یوحنا ۴: ۲۱-۲۵)

اس کے بعد معاشرتی اصول کو لے لیجئے۔ میاں بیوی کے تعلقات۔ والدین اور اولاد کے حقوق۔ دوستوں کے فرائض۔ ہمسایوں کی ذمہ واریاں۔ حاکم ومحکوم کے فرائض۔ غرض زندگی کے ہر پہلو اور معاشرت کی ہر شق کے متعلق ایسے جامع احکام ہیں کہ کوئی بات بھی نو اُٹھا نہیں رکھی۔ لیکن آؤ ذرا وید بھگوان کی بھی تحقیق کر لیں اور دیکھیں کہ کیا وہ ان مقررہ معیاروں پر پورا اُترتا ہے۔ بائبل کو پاتے ہیں کہ آپ دنیا کے کسی حصہ میں چلے جائیں۔ اس کے احکام ہر جگہ نافذ ہو سکتے ہیں لیکن آپ قطبین میں جائیں تو وید بھگوان وہاں قاصر رہتا ہے وہاں گوشت کھائے بغیر چارہ نہیں۔ اسی طرح اور سرد ممالک میں جہاں بعض اوقات رگوں میں خون بھی منجمد ہوتا ہے منجملہ اور اشیاء کے گوشت کا استعمال بھی ضروری ہوتا ہے۔ طریقِ عبادت کو دیکھئے کہ وہ ایسا دشوار اور ناقابل عمل ہے کہ سوامی دیانند جی مہاراج کے اصولوں کے مطابق کوئی ہندو بھی صحیح طریق پر عبادت نہیں کر سکتا۔ ستیارتھ پرکاش میں پانچ مہایگیہ کا ذکر ہے منجملہ ایک ہون ہے اور وہ ایسا ضروری ہے کہ سوامی جی لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دونوں وقتوں میں ہون نہ کرے تو اُس شخص کو شودر کے برابر سمجھنا چاہئے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۵) اب یہ ہون کیا ہے اور کس طرح کیا جاتا ہے۔ کیا خرچ آتا ہے۔ مختصراً یہ ہے کہ چندن پلاس۔ آم کے ٹکڑے غرض بہت سی قیمتی لکڑیاں اور گھی کستوری وغیرہ جلائی جاتی ہے اس سے ہوا صاف ہوتی ہے اور اس دہکتی ہوئی آگ کے گرد آسن جما کر پرمیشر خدا کی عبادت کی جاتی ہے یہ ہون دن میں دو دفعہ صبح اور شام کرنا لازمی ہے۔ ہر ایک وقت ہر شخص کو ۱۶ آہوتی ۶ ماشہ گھی اور دیگر قیمتی اشیاء نذر آتش کرنا ہوتی ہیں۔ اب غور کیجئے کہ کس قدر وقت درکار ہے۔ ایسی عبادت کے لئے کس قدر اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ کتنے خرچ کا زیر بار ہونا پڑتا ہے۔ کچھ ٹھکانا ہی نہیں ایک غریب آدمی کب اس کثیر خرچ کا متحمل ہو سکتا ہے۔ ایسے آریہ دوست بھی ہونگے جنکی مہینے بھر کی پسینہ کی کمائی ساری کی ساری آگ میں ڈالدی جائے

نور افشاں

مطبوعہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۶ء

فرقہ وارانہ اصول نیابت اور مسیحی

ریفارم سکیم کا اصول مذکور گورنمنٹ کے اعلےٰ تدبر کا نتیجہ ہے۔ جس میں ہند کی قلیل وکثیر جماعت وگروہ کو حق نیابت عطا کیا گیا اور اسی اصول کی بنا پر ہند کے ہر ایک صوبہ کی کونسلیں نہیں اور اب تک قائم ہیں لیکن بدقسمتی سے یہی اصول ابتدا سے اجتک ہند و مسلم قوم میں نفاق کی بنا بن گیا۔ ہندو رہبروں نے اس کے خلاف عدم تعاون شروع کر دیا۔ جب اس میں ناکامی نظر آئی تو گورنمنٹ سے تعاون میں عدم تعاون کا طرزِ عمل جاری کیا۔ جو اب تک ہندو رہنماؤں کے زیر عمل ہے۔

ہندو ہندوستان میں کثیر ہیں۔ انہوں نے فرقہ وارانہ حق نیابت کو اپنے لئے خطرناک اصول پایا۔ اس سے اُنہوں نے یہ بات اخذ کی کہ یہ اصول ہماری قومیت پر حملہ کرتا ہے۔ اُنہوں نے ہند کی قلیل جماعتوں کو حق نیابت سے محروم کرنے پر کمر باندھی اور وہ آجتک اسی مخالفت پر جم رہے ہیں

ہندو صاحبان کے دوسرے درجہ پر مسلمان تھے اُنہوں نے فرقہ وارانہ اصول نیابت کا خیر مقدم کیا۔ مسلمان گویا ہندوستان میں سب قلیل جماعتوں کے حقوق نیابت کے محافظ بنگئے۔ اُنہوں نے ہند کی قلیل جماعتوں اور اپنے حقوق کو ہندو صاحبان کے ہاتھ میں سپرد کر دینا جو نہایت کثیر گروہ ہے۔ ایک خطرناک اور نقصان دہ معاملہ سمجھا۔ اس لئے وہ فرقہ وارانہ اصول نیابت پر کاربند ہو گئے۔ کیونکہ اس طرز عمل میں مسلم رہنماؤں نے نہ صرف اپنی فلاح دیکھی بلکہ ہندوستان کی دیگر قلیل گروہوں کی بھی فلاح دیکھی اور سب سے بڑی ہیں قلیل گروہوں میں سے ایک قلیل گروہ ہیں جائے تھا کہ مسیحی مسلم رہنماؤں کے پیچھے چلتے کیونکہ صرف انہیں کا طرزِ عمل آنکی ملکی ضرورت کا علاج تھا۔

پر مسیحی لیڈروں نے مسلم رہنماؤں کے طرزِ عمل کو نظر انداز کر کے فرقہ وارانہ اصول کو آج سے ایک عرصہ پیشتر نامقبول ٹھیرا دیا اور ہندو رہنماؤں کی رہنمائی پر جو اس اصول کے مخالف تھے اعتماد کیا۔ اب ۳۱ دسمبر ۱۹۲۵ء و یکم جنوری ۱۹۲۶ء کے ہندو سے ماتزم لاہور میں آل انڈیا کرسچن کانفرنس کلکتہ کے اجلاس میں خیل کا فیصلہ کر دیا۔ جسے ہم ہند کے مسیحیوں کے روبرو رکھکر امیدوار ہیں کہ وہ نہایت سنجیدگی سے کانفرنس کے طرزِ عمل پر غور کریں۔ کیونکہ کانفرنس کے اس فیصلہ کا نفع نقصان جملہ ہندی مسیحیوں پر تقسیم ہو جاتا ہے۔ اگر مسیحی اس فیصلہ کو اپنا فیصلہ نہیں مانتے تو انہیں چاہیے کہ اس فیصلے سے جلد اختلاف ظاہر کر دیں۔ اگر اسے اپنا فیصلہ تسلیم کر لینا چاہتے ہیں تو بھی اس پر غور و فکر کریں۔ اس سے فائدہ ہی ہوگا۔ ایڈیٹر

ہندوستانی عیسائیوں کی کانفرنس

کلکتہ ۲۹ دسمبر۔ ہندوستانی عیسائیوں کی آل انڈیا کانفرنس کا اجلاس آج منعقد ہوا۔ مسٹر ایس۔ سی گمر جی نے ڈیلیگیٹوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستانی عیسائیوں کو ریفارم کے متعلق اپنی پالیسی کا اظہار کر دینا چاہیے اور جلد سوراج حاصل کرنے کے متعلق تجاویز اختیار کرنی چاہئیں۔ تقریر کو ختم کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہندوستانی عیسائیوں کا قومی منتہائے مقصود سوراجیہ حاصل کرنا ہے اور وہ سلطنت ہندوستان کے باشندے ہیں۔

فوری صوبجاتی خود مختاری عطا کیجائے
آل انڈیا کرسچین کانفرنس کی کارروائی

کلکتہ ۳۰ دسمبر۔ ہندوستانی عیسائیوں کے آج کے اجلاس میں جو رزولیوشن پاس کئے گئے ان میں آل انڈیا کونسل کو ہدایت کی گئی کہ وہ ہندوستانی عیسائیوں پر ناقابلیتوں کی تحقیقات کرے۔ گورنمنٹ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ فوراً ایک شاہی کمیشن مقرر کرے۔ فوری طور پر صوبجاتی خود مختاری عطا کرے اور مرکزی گورنمنٹ میں ذمہ داری داخل کرے۔ کانفرنس نے جنوبی افریقہ میں ایشیائیوں کے خلاف بھی پروٹسٹ کیا۔

یہ کانٹے مسلمانوں کے بکھیرے ہوئے ہیں

"احاطہ بمبئی میں ایک اطلاع کی رو سے عیسائیوں کی جماعت بندی ہو گئی ہے۔ اب سے یوروپین اور اینگلو انڈین عیسائیوں کی بابت یہ سمجھا جائیگا کہ اُن کا تعلق ترقی یافتہ جماعتوں سے ہے اور باقی ماندہ ہندوستانی عیسائیوں کی بابت یہ خیال کیا جائیگا۔ کہ وہ احاطہ مذا میں بہت پیچھے ہیں اور ان کو صرف کلیریکل لائن میں بھرتی کیا جائیگا۔ حکومت بمبئی کی اس نازیبا کارروائی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندوستانی عیسائیوں میں ایک شورش بپا ہو جائیگی۔ حالانکہ اس قسم کی تفرقہ اندازانہ حرکات کی وجہ سے ہندوستانی قوم کو پہلے ہی کافی سے زیادہ نقصان پہنچ چکا ہے۔ حکومت بمبئی نے اس جماعت بندی کا اعلان کر کے جلتی آگ پر پانی ڈالنے کی بجائے تیل ڈالدیا ہے حکام کی جو چال ہے نرالی ہے۔ (پرکاش ۱۰ جنوری)

پر ہمارا خیال ہے کہ یہ کانٹے فرقہ وارانہ اصول کی نفرت سے اُگے ہیں اور بھی بڑے بڑے جھاڑ پیدا ہونے کی امید ہے۔ ایڈیٹر

عجائبات عالم

تمام بائبل ایک صفحہ پر۔ تمام بائبل یعنی عہد نامہ ہائے عتیق و جدید کو ۲ فٹ طویل اور ۲½ فٹ عریض کاغذ کے ایک تختہ پر نقل کرنا اس حکمت ہنر اور صبر کا کام ہے جسے بہت ہی کم لوگ برداشت کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کام کو ایک جاپانی مسیحی مسمی اشی زوکا نے کر کے دکھا دیا ہے۔ شاباش۔

یہ اپنی طرز کی لاجواب بائبل نہایت نفیس جاپانی کاغذ پر ایک قسم کے جاپانی برش کے ساتھ ہاتھ سے لکھی گئی ہے۔ جب اُسے آلۂ خوردبین سے دیکھیں تو ہر ایک نقطہ بالکل صاف صاف خوشخط دکھائی دیتا ہے۔

راقم بائبل ہذا کا بیان ہے کہ اس کام کو سرانجام دینے کے لئے چار سال اور تین ماہ اور دس ہزار دعاؤں کی ضرورت لاحق ہوئی (ہندوستانی ٹائمز)

سر اکبر مسیح مرحوم کے الفاظ میں یہ بات کیا سچی معلوم ہوتی ہے کہ قرآن بھی زندہ ہے اور بائبل بھی۔ کیونکہ ہر ملک کے لوگ ان کو سمجھتے اور پڑھتے ہیں۔ مگر وید ہیں جنہیں اپنے ملک بھارت ورش میں بھی کوئی جانتا نہیں۔ پس ہم آریہ اصحاب سے درخواست کرتے ہیں کہ جب آپ اردو روپیہ انسانی کلام مثل ستیارتھ پرکاش اور کلیات آریہ مسافر پر خرچ کر دیتے ہو تو مفروضہ الہامی کتاب ویدوں پر کیوں کچھ خرچ نہیں کرتے۔ دیکھو جاپانی مسیحیوں نے تمام بائبل ایک صفحہ پر لکھ دی۔ کیا کرتی مہاشہ جی اتھرون وید کا ایک صفحہ ہی اپنی زبان اردو میں لکھ کر دکھائینگے۔

خان

دنیا کے متمول ترین بچے۔ (۱) ایک امریکن سگار کا راپٹ گولٹ ۲ کروڑ پونڈ کا مالک ہے (۲) جان رال میکلین اپنے باپ کی پچاس لاکھ پونڈ جائداد کا وارث ہے (۳) مسٹر اور مسز جے۔ ڈریکسل (صغیر) کے بچے ٹونی اور اڈیتھ ہیں جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ان کو فی منٹ قریباً ایک پونڈ کی آمدنی ہے (۴) جب مسٹر فرینک ڈبلیو۔ وُولورتھ فوت ہو گئے تو جیمس پال ڈونا ہے اپنے دادا کی ایک کروڑ تیس لاکھ پونڈ ملکیت کا مالک ہو جائیگا (۵) جائے رگس ریڈز عمر ۱۲ سال حال ہی میں پچاس لاکھ پونڈ جاگیر پر قابض ہوئے ہیں۔

اگر تاریخ سچ ہے تو شاید جن لوگوں نے نیک کرم کئے ہیں ان سب کو خدا یورپ اور امریکہ ہی میں پیدا کرتا ہے۔

خان

سنڈے سکول کے اردو رومن پرچے

پھر الہ آباد میں چھپ کر ۱۹۲۶ء کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ آٹھ آنہ فی پرچہ سال بھر کے لئے چندہ ہے۔ سنڈے سکول کے منتظموں کو اگر ضرورت ہو تو پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

پادری اے۔ رلا رام۔ بی۔ اے
یونگ کرسچن کالج الہ آباد۔ یو۔پی

آنجہانی ملکہ الگزینڈرا کی یادگار

لنڈن میں ملکہ الگزینڈرا آنجہانی کی یادگار کا فیصلہ کرنے کے لئے جو کمیٹی مقرر ہوئی تھی اُس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ملکہ مذکور کے یادگاری فنڈ سے ملکہ وکٹوریہ کے جوبلی انسٹی ٹیوٹ فور نرسز کو تقویت دیجائے اور غریب بیماروں کو خوراک وغیرہ سے مدد دی جائے نیز بوڑھی نرسوں کو پیرانہ سالی کی پنشن دیجائے۔

(عام)

مقدمہ محرم پانی پت کی سماعت سپیشل مجسٹریٹ مسٹر داہ کی عدالت میں شروع ہے۔ مسل ہائیکورٹ سے واپس آگئی ہے (ر)

وہ ترقی کریگا

۱۔ جو خدا سے ڈرتا ہے۔
۲۔ جو دنیا کی پرستش نہیں کرتا
۳۔ جو اپنی نگاہ میں اپنے آپکو دانشمند نہیں جانتا
۴۔ جو ماں باپ کے حکموں پر عمل کرتا ہے۔
۵۔ جو آج کا کام کل پر نہیں ڈالتا۔
۶۔ جو فضول خرچ نہیں۔
۷۔ جو سرد مزاج (کم بولتا) آدمی ہے
۸۔ جو فتنہ انگیز نہیں۔
۹۔ جو ضامن نہیں بنتا۔
۱۰۔ جو مصیبت میں صابر ہے۔
۱۱۔ جو نشے سے پرہیز کرتا ہے
۱۲۔ جو غیر کی تہ پر نظر نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے ہی حوض سے پانی پیتا ہے۔
۱۳۔ جو الزام کو موقع نہیں دیتا۔
۱۴۔ جو دشمن سے محبت رکھتا ہے۔
۱۵۔ جو دوسرے کے فائدے کا خواہاں ہے۔
۱۶۔ جو بدی کے عوض کسی سے بدی نہیں کرتا۔
۱۷۔ جو کوشش میں سستی نہیں کرتا۔
۱۸۔ جو دوسرے کی عزت کرتا ہے۔
۱۹۔ جو اچھی صحبت اختیار کرتا ہے۔
۲۰۔ جو اپنے کام میں دوسروں کا مشورہ لیتا ہے۔

جان وائی ایل امام دین

والیسرای کا آیندہ پروگرام

دہلی کی اطلاع ہے لارڈ ریڈنگ ۲۰ جنوری کو اسمبلی میں تقریر کرینگے اور پھر کا ٹھیاواڑ کی گدی نشینی سے پانچویں سالانہ جلسہ میں شمولیت کے لئے روانہ ہو جائینگے اسکے بعد وائسرای دہلی واپس آکر چیمبر آف پرنسز کا افتتاح کرینگے۔



لائل پور چرچ پلپٹ

صلیب برداری

لوقا ۹: ۲۳

مسیحیت علم واعتقاد میں نہایت آسان اور لیسنہ ہے پر اس کا عمل وتجربہ نہایت گہرا اور تلخ ہے۔ اسی عمل وتجربہ پر کسی شخص کا مسیحی ہونا منحصر ہے۔ اس وجہ سے مسیحی کی عمل اور تجربہ کی زندگی صلیب برداری کے نام سے موسوم ہوئی ہے۔ جس کا بیان ہمارے فاضل پادری وزیر چند صاحب بی۔ اے نے ذیل میں کیا ہے۔ جو ہر ایک ناظر کو صلیب برداری کی ضرورت دکھاتا ہے۔

ایڈیٹر

مقدس لوقا کی انجیل کے اس نویں باب میں صلیب برداری کی تعلیم کا عجیب سلسلہ پایا جاتا ہے۔ اور بار بار کسی نہ کسی پہلو کو پیش کرنے سے تاکید نظر آتی ہے۔ باب کے شروع میں بارہ رسولوں کے بھیجے جانے کا ذکر ہے۔ لکھا ہے کہ وہ بڑی اچھی رپورٹ لائے اور سیاداوہ اس رسالت کی ایک آسان بات سمجھ لیں۔ تیسری آیت میں حکم دیا جاتا ہے کہ اپنے ساتھ کوئی سامان نہ لے جائیں۔ یہ دوسروں کی سخاوت پر گذارہ کرنے کی صلیب نظر آتی ہے۔ ہم میں سے بعض اس صلیب سے واقف ہیں۔ آجکل کے مشنری انتظام میں یہ صلیب نظر نہیں آتی۔ پھر پانچ ہزار کو کھلانے کا ذکر ہے اور سیاداکہ وہ ابن آدم کی شخص کو نہ سمجھ کر غلط تعبیر کریں وہ ان کو الگ لے جاتا اور ان کے سامنے خالص صلیب کو پیش کرتا ہے جس میں سے آج کے درس کی آیت لی گئی ہے۔ بعد ازاں پہاڑ پر جلالی صورت میں انہیں نظر آیا اور وہاں بھی اُنہوں نے صلیبی موت کا ذکر سنا۔ نیچے آکر ان میں ایک سوال اُٹھا کہ ہم میں بڑا کون ہے۔ اس کا جواب صلیب برداری ہے دیا گیا پھر۔ . . . خداوند یسوع مسیح نے یروشلم جانے کو اپنا رُخ کیا اور اُس کے سامنے یروشلم میں صلیب دھری تھی۔ یہاں تک کہ خداوند یسوع نے اپنے شاگردوں کو کہا کہ پرندوں کے لئے گھونسلے اور لومڑیوں کے لئے بھٹ ہیں۔ پر ابن آدم کے لئے آستانہ نہیں جہاں اپنا سر رکھے۔

انجیل کو کہیں سے کھولیں وہاں آپ صلیب کو کسی نہ کسی صورت میں پائینگے۔ اور شکر خدا کا ہے کہ مسیحیت میں گتسمنی ہے اور کلوری اور صلیب ہے یعنی پُرانی انسانیت اور دنیا اور شیطان پر فتح صلیب سے ممکن ہے۔ دیکھیں کہ صلیب اُٹھانے کے کیا معنے ہیں

اول۔ ایماندار کی صلیب سے مراد۔ خودی اور خود غرضی اور لالچ۔ غرض ساری پرانی انسانیت کے خلاف ایک لگاتار جہاد ہے۔ جیسے کل ۳: ۵۔ میں لکھا ہے "غرض اُن اعضا کو جو زمین پر ہیں مار دو"۔ جب کبھی ہماری پرانی انسانیت ہمیں نیچے دباتی ہے اور آپ میں ایک نیا انسان آپ کو اوپر اُٹھاتا اور ایک اعلیٰ طبقہ میں لے جانا چاہتا ہے۔ تو وہ جد وجہد اور لڑائی جو کرنی پڑتی ہے وہی صلیب اُٹھانا ہے۔ غرض اپنی مسافرت کے زمانے کو تنگ دروازے میں سے داخل ہوکر سکڑی راہ پر چلکر گذارنا یہی صلیب ہے۔ یہی ہے ہر روز صلیب اُٹھاکر اُس کے پیچھے پیچھے چلنا۔

دوئم۔ صلیب نہ صرف ایک جد وجہد ہے کہ اعلےٰ انسان ہم میں غالب رہے بلکہ ایک خاص صورت میں قربانی ہے۔ وہ شے جس سے ہم اپنا حق چھوڑ دیتے اپنا نقصان گوارا کرتے ہیں۔ دوسرے کے فائدے کے لئے اپنا آرام کا وقت۔ اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی۔ کوئی بیش قیمت شے۔ غرض اپنے آپ کو بھی دے دینے کو دریغ نہیں کرتے۔ یہی صلیب برداری ہے مسیح کی زندگی بے شک شروع سے آخر تک صلیب برداری کا ایک سلسلہ تھا۔ لیکن یہ آخری صلیب جس پر اُس نے اپنے آپ کو قربان کر دیا اسی ہی صلیب کے باعث وہ جہان کو بچانے والا بنا۔ اُس نے ایک دفعہ یہ بھی کہا کہ اگر میں اوپر اُٹھایا جاؤنگا۔ یعنی صلیب اُٹھاؤنگا تو لوگوں کو اپنی طرف کھینچونگا۔ یہ صلیب ہی ہے جو ہم کو ایک ایسے اعلےٰ طبقہ میں لے جاتی ہے جہاں ہم دوسروں کے لئے مفید بن سکتے ہیں۔ اور دوسروں کو اپنی طرف کھینچ سکتے ہیں۔

دنیا کے کسی مشہور شخص کی زندگی کو بغور پڑھیں۔ ایسا شخص جو اپنے زمانے اور آنے والی پشتوں کے لئے مفید ہوا ہو۔ ایسا شخص جس نے اس گناہ آلود دنیا کو بہتر بنانے میں محنت کی ہو۔ ایسے شخص کی زندگی میں کہیں نہ کہیں آپ صلیب پائینگے۔ ایسی صلیب جس پر اُس نے اپنی جان کو بھی نثار کر دینے میں دریغ نہیں کیا۔ ہندوستان کے ملکی راہبروں میں سے چوٹی کا شخص مہاتما گاندھی ہے۔ آج وہ ہزاروں اور لاکھوں شخصوں کا نصب العین ہے۔ اُس کا پیغام زندگی نہ صرف آج اس ملک کے لئے روح رواں ہے۔ بلکہ آیندہ نسلوں میں جبکہ ملک ہندوستان کی کایاپلٹ کی تاریخ لکھی جائیگی۔ اس کے نام پر سر تسلیم خم کرینگے۔ کیوں اس لئے کہ اس نے اپنے پیارے وطن کی خاطر ایک صلیب کو اُٹھایا۔ افریقہ میں اس نے بہت جانفشانی سے اپنے ہموطنوں کی خدمت کی بلکہ قید بھی ہوگیا۔ یہی جان نثاری ہے جس نے اس کو عام انسانوں سے اعلےٰ طبقہ پر اُٹھایا ہے۔

اس قسم کی صلیب میں ایک شرط یہ ہے کہ انسان کے سامنے ایک اعلےٰ مقصد ہو۔ ورنہ چور بھی تو سات کو جان ہتھیلی پر رکھ کر نکلتے ہیں۔ اور بڑی محنت اور مشقت سے بیگانہ مال قبضہ میں لاتے ہیں اور سارا دن ڈر اور دہشت سے اُن کی جان سوکھتی ہے۔

لیکن اُن کے لئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ صلیب اُٹھاتے ہیں۔ قربانی کی صلیب تب ہی ممکن ہے جب انسان کے سامنے کوئی اعلےٰ مقصد ہو عبرانیوں ۱۲: ۲ میں لکھا ہے کہ "یسوع نے اُس خوشی کے لئے جو اُسکی نظروں کے سامنے تھی شرمندگی کی پرواہ نہ کرکے صلیب کا دُکھ سہا"۔ بنی نوع اِنسان کی نجات کی خوشی مسیح کا مقصد تھا اور اس کے لئے اُس نے اپنے آپ کو بھی دریغ نہ کیا۔

مشرقی یورپ میں آپ جائیں۔ آپ کو بہت سے خالی تخت اور شاہی محل ملینگے۔ یہ اُن بادشاہوں اور شاہنشاہوں کے ہیں جنہوں نے صلیب کی راہ سے رعایا کو نہیں کھینچا بلکہ رعایا کی دولت کو ظلم سے چھین کر اپنے آپ کو بڑا ثابت کیا۔ آج اُن کا نام نفرت سے لیا جاتا ہے۔

غور کیجئے۔ فقط صلیب ہی ہے جو آپ کو غالب اور فاتحانہ زندگی بسر کرنے کے لائق بناتی ہے۔ کیونکہ صلیب کی راہ فتح مندی کی راہ ہے۔ گتسمنی باغ میں یسوع مسیح سردار کاہنوں اور سرداروں اور یہوداہ اسکریوتی کے سامنے بےکس اور بےبس سا نظر آتا تھا جو آسانی سے اُن کے قابو میں آگیا تھا۔ مگر اُنہیں معلوم نہیں تھا کہ مسیح نے وہاں گھٹنوں پر ہوکر اپنے خون کو پسینہ کی صورت میں بہا کر اپنی مرضی کو پورے طور سے باپ کی مرضی کے سپرد کرکے وہ فتح حاصل کی کہ جس سے وہ فتح ہی کرتا گیا یہاں تک کہ صلیب پر اُس نے گناہ و دنیا اور شیطان پر فتحمندی کا شادیانہ بجایا اور تب سے وہ صلیب کی راہ سے خود فتح کرتا اور دوسروں کو فاتح بناتا ہے۔

سچ مچ مسیح کی پیروی میں ایسی صلیب تو ہے جو ہمیں روز بروز نہ صرف اُٹھانی ہی پڑتی ہے۔ بلکہ اُٹھا کر اپنے ہادی کے پاؤں پر پاؤں رکھ کر چلنا بھی سکھاتی ہے۔ ہم بعض وقت اپنی صلیب تو اُٹھا لیتے پر اُٹھا کر اُس کے نقشِ قدم پر چلنا بھول جاتے ہیں۔ چند سال ہوئے کہ ایک امریکن نوجوان اور اُس کی دلہن مشنری خدمت میں بھرتی ہوکر پنجاب پہنچے۔ پادری صاحب نے امریکہ میں علم وفن موسیقی کی مہارت حاصل کی تھی اور اعلیٰ قسم کا وائلین بجانے والا تھا۔ بجا۔ ایک دو سال تک زبان سیکھنے کے بعد ایسی جگہ لگایا گیا جہاں بہت تعلیم یافتہ لوگ نہیں تھے۔ جہاں اس کے فن موسیقی کا کوئی بھی قدردان نہ تھا۔ جب کبھی وہ اپنے شوق سے اپنی وائلین کو چھیڑتا تھا کوئی بھی قدردان نظر نہیں آتا تھا۔ بیچارہ تین چار سال کے اندر ہی اندر ایک مہلک بیماری سے گذر گیا۔ اُس کی میم صاحبہ نے جو ابھی نوجوان تھیں اور یہاں کی زبان سے بہت واقف نہ تھیں اس الفت کی خاطر جو اپنے خاوند سے رکھتی تھیں اور اس طرح بڑی محبت کی خاطر جو مسیح سے رکھتی تھیں یہ فیصلہ کیا کہ میں آٹھ دس سال یہیں خدمت کرونگی۔ چنانچہ اس دلیر خاتون نے اپنے بیٹے بچے کی پرورش کرتے ہوئے بیوگی کی حالت میں آٹھ دس سال تک مشنری خدمت کی۔ یہ ایک صلیب تھی جو اُس کے سامنے رکھی گئی اور اس نیک خاتون نے اُٹھائی اور روز بروز اُٹھا کر مسیح کی پیروی کی۔ اور ایک لائق ہندوستانی پروفیسر نے اس میم صاحبہ کی بابت یہ کہا "کہ فلاں میم صاحبہ کئی سینکڑوں شخصوں کی روحانی ماں ہے"۔ اس لیڈی کے لئے یہ بالکل آسان راستہ تھا کہ واپس امریکہ چلی جاتی ایک اور شادی کر لیتی اور آرام سے گذرتی مگر اس صورت میں اُسکی زندگی ویسی مفید نہ ہوتی جیسے صلیب کی راہ پر چلکر ہوئی۔

عزیز ناظرین! اس آیت میں مسیح کی پیروی کا ایک ناپ ہے جسے ہم عموماً ان لوگوں کے سامنے رکھتے ہیں جو ہمارے پاس متلاشیِ حق ہوکر آتے ہیں اور انہیں بتاتے ہیں کہ مسیح کی پیروی کا یہ معیار ہے۔ مگر خود اپنی زندگی اس سے نہیں ناپتے۔ کیا ٹھیک ہم جو مسیح کے پیرو ہیں جو اس کے پیچھے پیچھے جانے کا دم بھرتے ہیں اس آیت کی روشنی میں اپنے آپ کو دیکھیں اور معلوم کریں کہ ہم کہاں تک اس میں قاصر ہیں۔ "جو میرے پیچھے آنا چاہے وہ اپنی خودی کا انکار کرے اور ہر روز اپنی صلیب اُٹھا کر میرے پیچھے چلے"۔

ز۔ د۔ ریچند

لاہور میں ڈاکٹر ایڈی صاحب کی تشریف آوری

گذشتہ ہفتہ لاہوری مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کے لئے نہایت خوشی کا ہفتہ تھا۔ اس میں ڈاکٹر ایڈی نے اپنی بشارتی خدمت سے اپنے سامعین کو واقعی دیرپا اور فیصلہ کن فیض پہنچایا ہے۔ آپ نے اپنے پیغامات میں اس بات کو روزِ روشن کی طرح ظاہر کر دیا کہ یسوع مسیح کے وفادار خدام اہلِ دنیا کی رہبری اور سنبھالی کی ایسی زبردست قوت و طاقت رکھتے ہیں کہ جسکی مثال ملنا دشوار ہے۔ آپ نے اپنے پیغامات سے اس بات کو بخوبی ظاہر فرمایا کہ انجیل کی بشارت اقوام کی نجات کے لئے ہمیشہ کی طرح آجکل بھی ضروری ہے۔ پر یہ خدمت یسوع مسیح کے وفادار مبشرین کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ دنیا میں نیکی بدی کی طاقتیں یسوع مسیح کے وقت میں برسرِ جنگ تھیں اور اب برسرِ پیکار ہیں۔ یسوع مسیح نے اپنی زندگی میں بدی کی طاقت کو شکست دی اور نیکی کی فتح ہوئی۔ اب اسی جنگ میں مسیحی کلیسیا اور ہر ایک مسیحی نے شریک ہوکر بدی کے زور کو توڑ کر خدا کی فتح کو قائم رکھنا ہے۔ آپ کے تمام پیغامات نہایت موثر تھے۔ خدا آپ کی خدمات پر برکت نازل فرمائے۔ — ایڈیٹر

سرجان اور لیڈی سائمن دہلی میں

سرجان اور لیڈی سائمن دہلی میں وائسرائے کے مہمانوں کے طور پر تشریف لائے ہیں۔

(عام)



کیا مسیحیت عالمگیر مذہب ہے

ہم ناظرین کرام کے فائدے کے لئے پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے کا مضمون "کیا مسیحیت عالمگیر مذہب ہے" اشاعت ہذا سے شروع کرتے ہیں آپ نے اس میں ہمارے ہموطنوں کی ایک مشکل کو نہایت عالمانہ و فاضلانہ پیرایہ عام فہم طریق سے حل اور بیان فرمایا ہے مضمون طویل ہونے کی وجہ سے پانچ اشاعتوں میں ختم ہوگا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پادری صاحب نے یہ مضمون لکھ کر ہموطنوں کی انجیل فہمی میں قابل ستائش امداد فرمائی ہے۔ ناظرین کو چاہئے کہ آپ کے مضمون کو غور سے پڑھیں اور فائدہ اٹھائیں

ایڈیٹر

ہمارے بعض غیر مسیحی برادران اس امر کا انکار کرتے ہیں کہ خداوند مسیح کا مشن عالمگیر تھا۔ اپنے انکار کے ثبوت میں وہ انجیل اول ۱۵: ۲۴ کو پیش کرتے ہیں جہاں خداوند کا یہ قول مرقوم ہے کہ "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا" اور نیز اس ہدایت کو بھی پیش کرتے ہیں جو خداوند نے اپنے رسولوں کو دی تھی کہ "اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا" (متی ۱۰: ۵ و ۶) ان دو آیات کی بنا پر وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مسیح مرسل من اللہ تو تھے لیکن منجی عالمین نہ تھے۔ انکا پیغام اہل یہود تک ہی محدود تھا۔ لیکن وہ عالمگیر نہ تھا اس مضمون میں ہم اس دعوے کی صداقت پر نقد و تبصرہ کرینگے۔

پہلی بات جو اس امر کے متعلق ہم کو فراموش نہیں کرنی چاہئے یہ ہے کہ یہودی انبیا اور ان کی امت یعنی یہودی قوم کا مطمح نظر یہ تھا کہ جملہ غیر اقوام اہل یہود کی معرفت ایک حقیقی واحد خدا کے علم کو حاصل کریں۔ مثلاً یسعیاہ (۴۲: ۶) میں خدا اسرائیل کی قوم سے مخاطب ہو کر یوں فرماتا ہے کہ "میں خداوند نے تجھے صداقت کے لئے بلایا ہے۔ میں ہی تیرا ہاتھ پکڑونگا اور تیری حفاظت کرونگا اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کے لئے تجھے دونگا کہ تو اندھوں کی آنکھیں کھولے اور بندھوؤں کو قید سے نکالے اور ان کو جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں قید خانے سے چھڑائے"۔ "یہ تو کم ہے کہ تو یعقوب کے فرقوں کے برپا کرنے اور اسرائیل کے بچے ہوؤں کے پھیر لانے کے لئے (اے اسرائیل) میرا بندہ ہو بلکہ میں نے تجھ کو غیر قوموں کے لئے نور بخشا کہ تجھ سے میری نجات زمین کے کناروں تک بھی پہنچے"۔ (یسعیاہ ۴۹: ۶) "اس روز مصر سے اسور تک ایک شاہراہ ہوگی۔ ۔ ۔ اور مصری اسوریوں کے ساتھ عبادت کرینگے اور اس روز اسرائیل ۔ ۔ ۔ زمین کے درمیان برکت کا باعث ٹھہریگا کہ رب الافواج اُسے برکت بخشیگا اور فرمائیگا مبارک ہو مصر میری امت ۔ اسور میرے ہاتھ کی صنعت ۔ اور اسرائیل میری میراث" (یسعیاہ ۱۹: ۲۳) "بیگانے کی اولاد جنہوں نے اپنے تئیں خداوند سے پیوستہ کیا ہے کہ اس کی بندگی کریں اور خداوند کے نام کو عزیز رکھیں اور اس کے بندے ہوں ۔ ۔ ۔ میں ان کو بھی ۔ ۔ ۔ اپنی عبادت گاہ میں شادمان کرونگا ۔ ۔ ۔ کیونکہ میرا گھر ساری قوموں کی عبادتگاہ کہلائیگا" (یسعیاہ ۵۶: ۶) "میں اس وقت لوگوں کے ہونٹ پاک کردونگا تاکہ وہ سب کے سب خداوند کا نام لیں اور ایک دل ہو کر اس کی بندگی کریں کوش کی نہروں کے پار سے میرے عابد یاں میرے پراگندہ لوگوں کی بیٹی میرے لئے ہدیہ لائیگی (صفنیاہ ۳: ۹) ہم بخوف طوالت دیگر بیسیوں آیات کا اقتباس اور حوالہ دینے سے پرہیز کرتے ہیں یہ آیات اس بات کے ثابت کرنے کے لئے ہر غیر متعصب شخص کے نزدیک کافی ہیں کہ اہل یہود کی نظر تنگ نہیں تھی۔ بلکہ وہ اپنے مذہب کو کل دنیا کے لئے نور اور برکت کا باعث خیال کرتے تھے۔

رسول عربی حضرت محمد صاحب جیسے نکتہ شناس نے اس امر کو بخوبی سمجھا۔ اگرچہ ان کے اکثر مقلد اس امر کو اب تک نہیں سمجھ سکے چنانچہ [illegible] نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ "اس کے آگے موسےٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت ہے (سورہ ہود آیت ۲۰) ہم نے توریت نازل کی۔ اس میں ہدایت اور نور ہے (مائدہ آیت ۴۸) ہم نے موسےٰ کو کتاب دی کہ لوگوں کو راہ سمجھانے والی اور ہدایت اور رحمت تھی۔ ۔ ۔ تو کہہ اگر تم سچے ہو تو تم اللہ کی طرف سے کوئی ایسی کتاب لاؤ جو ہدایت میں ان دونوں (توریت و قرآن) سے بڑھکر ہو تو میں (محمد) اسی پر چلنے لگونگا" (قصص آیت ۴۳ و ۴۹) ان اور دیگر ایسی آیات سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ رسول عربی اہل یہود کے ساتھ اس امر میں متفق الرائے تھے کہ توریت کل دنیا کی پیشوا۔ رحمت۔ ہدایت۔ راہ سمجھانے والی اور نور ہے اور آنحضرت اسی واسطے اس پر عمل پیرا بھی تھے۔

بہرحال اہل یہود کا یہ نصب العین تھا کہ ان کا وجود دنیا کے لئے موجب برکت اور نجات ثابت ہو۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہ تبلیغ کا کام خداوند مسیح کے زمانہ میں غیر اقوام کے درمیان ایک وسیع پیمانے پر جاری رکھتے تھے (متی ۲۳: ۱۵) مورخ یوسیفس کی تصنیفات سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ اہل یہود مرید کرنے کے لئے تری اور خشکی کا دورہ کرتے تھے۔ اُن کے درمیان کتب مناظرہ رائج تھیں جنکے ذریعہ وہ غیر اقوام پر اُن کے معبودوں اور بت پرستی کی بطالت اور اپنے مذہب کی صداقت کو ثابت کرتے تھے۔

عبادت خانوں میں ”بچاؤنوں“ کو جانے کی اجازت تھی اور یہودی مذہب کے تبلیغی کام میں عبادت خانوں کا بہت استعمال کیا جاتا تھا۔ چنانچہ اعمال ۱۵: ۲۱ میں ہے کیونکہ قدیم زمانے سے ہر شہر میں موسیٰ کی توریت کی منادی کرنے والے ہوتے چلے آئے ہیں اور وہ ہر سبت کو عبادت خانوں میں سنائی جاتی ہے تاکہ باقی آدمی یعنی سب قومیں جو میرے نام کی کہلاتی ہیں۔ خداوند کو تلاش کریں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا یہ ممکن تھا کہ خداوند مسیح صحائف انبیاء کا مطالعہ کر کے ان کو مطمح نظر جانکر اور یہودیت کے نصب العین کو مد نظر رکھکر اور اہل یہود کی تبلیغی سرتوڑ کوششوں سے واقف ہو کر خود اپنی رسالت کے دائرہ کو جان بوجھ کر تنگ کر دیتے اور ایسے کوتاہ بین ہوتے کہ اپنے کو صرف ”اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں“ کے لئے ہی رسول خیال کرتے۔ اگر خداوند کا یہ خیال ہوتا تو وہ اپنے زمانے کے یہودیوں سے بھی زیادہ تنگ خیال اور کوتاہ بین ہوتے۔ لیکن کیا خداوند مسیح اپنی پشت کے یہودیوں سے بھی زیادہ تنگ نظر تھے۔ جس شخص نے انجیل جلیل کا سرسری مطالعہ بھی کیا ہے وہ اس کا جواب نفی میں ہی دیگا۔ یہ سوال ہی ایسا ہے کہ خود ہر شخص یہی کہیگا کہ نہیں خداوند مسیح اپنے ہمعصر یہود سے تنگ خیال نہیں تھے۔ جو شخص کنفیوشیس سے واقف ہے وہ اسکو چین کا نبی ہی کہیگا۔ بدھ کو ہندوستان کا نبی ہی کہا جائیگا۔ علاوہ از القیاس حضرت محمد کو نبی عرب ہی کہا جائیگا۔ لیکن مسیح کو کوئی شخص اہل یہود کا نبی نہیں کہیگا۔ بلکہ اس کو ”ابن آدم“ ہی کہا جائیگا۔ کیونکہ انجیل جلیل کے سرسری مطالعہ سے بھی یہی بات ظاہر ہوتی ہے کہ مسیح کے خیال میں آپکا مشن عالمگیر تھا اور تمام دنیا کے لئے نجات اور خوشخبری کا پیغام تھا۔

انجیل جلیل کے مطالعہ سے ہمیں اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ اہل یہود میں سے جو لوگ مسیح موعود کے منتظر تھے ان کا بھی یہی خیال تھا کہ مسیح اہل یہود اور غیر اقوام دونوں کے لئے نور اور موجب برکت ہوگا۔ اور چونکہ اُن کا خدا قدوس اور راستباز اور کل دنیا کا خالق ہے۔ لہٰذا مسیح کی بادشاہت کے شرکا ہر قوم اور ہر ملک کے راستباز ہونگے۔ پس چونکہ از مسیح موعود کے منتظر تھے ان کا بھی یہ خیال تھا کہ وہ اپنی ”آنکھوں“ سے خدا کی ”نجات“ دیکھینگے۔ جو مسیح موعود کے وسیلے خدا نے ”سب امتوں کے روبرو تیار کی ہے۔ تاکہ وہ غیر قوموں کو روشنی دینے والا نور اور اسرائیل کا جلال بنے (لوقا ۲: ۳۲) سب راستباز اس امید میں تھے کہ مسیح موعود کے ذریعہ ”زبولون کا علاقہ اور نفتالی کا علاقہ دریا کی راہ یردن کے پار غیر قوموں کی گلیل میں جو لوگ اندھیرے میں بیٹھے ہونگے وہ ”بڑی روشنی“ دیکھینگے۔ اور جو موت کے ملک اور سائے میں بیٹھے“ ہونگے اُن پر روشنی چمکے گا۔ یسعیاہ ۹: ۱ و ۲ و متی ۴: ۱۵) یوحنا اصطباغی نے جو مسیح موعود کا پیشرو تھا اپنے ہمعصروں پر جتا دیا تھا کہ توبہ کے موافق پھل لاؤ اور اپنے دلوں میں یہ کہنا شروع نہ کرو کہ ابراہیم ہمارا باپ ہے۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا ان پتھروں سے ابراہیم کے لئے اولاد پیدا کر سکتا ہے“ جس کا مطلب یہ تھا کہ ہر قوم کا آدمی جو نیک اعمال کرتا ہے نجات پائیگا اور وہی مسیح کا حقیقی پیرو ہوگا نہ کہ جو اپنے آپ کو آل ابراہیم خلیل اللہ کہیگا۔ پس کیا خداوند مسیح اپنی انتظار کرنے والوں اور اپنے پیشرو سے بھی زیادہ تنگ خیال اور کوتاہ نظر تھے کہ وہ اپنی رسالت کو صرف اہل یہود تک محدود خیال کرتے۔ اُن کے پیشرو کا تو یہ قول تھا کہ ”جو مجھ سے زورآور ہے وہ آنے والا ہے میں اُس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں۔ (لوقا ۳: ۱۶) پس خداوند ہرگز کوتاہ خیال اور تنگ نظر نہ تھے۔ اناجیل اربعہ کے مطالعہ سے ہم کو یہ معلوم ہو جاتا ہے اور خداوند مسیح کے اقوال سے تعلیمات سے اور احوال زندگی سے مترشح ہوتا ہے کہ منجئ عالمین نے کبھی اپنی رسالت کو اہل یہود تک ہی محدود نہ سمجھا بلکہ اپنے پیغام اور کام کو ہمیشہ عالمگیر ہی خیال کرتے رہے۔ اس امر کو ہم انشاء اللہ آئندہ قسط میں واضح کرینگے۔

برکت اللہ

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت لالہ اقبال رائے صاحب بی اے

سب جج بہادر درجہ سوئم بٹالہ ضلع گورداسپور

فیض محمد ولد سلطان بخش ذات کشمیری سکنہ بانہ کلاں تحصیل بٹالہ بنام محمد بخش ولد جہان درحمت ولد محمد بخش اقوام جٹ سکنائے لودی ننگل تحصیل بٹالہ حال چک ۲۰۱ اسٹیشن منٹگمری جھوک گادھی مربعہ سگرے داگرے سیال معرفت میاں رحیم بخش۔

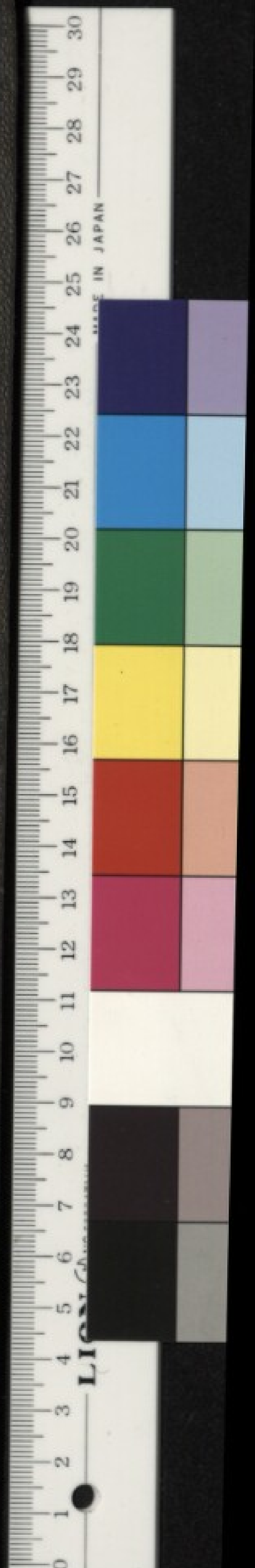
دعوے ۹۵ روپے بروئے تمسک

اشتہار بنام محمد بخش ولد جہان و رحمت ولد محمد بخش اقوام جٹ سکنائے لودی ننگل تحصیل بٹالہ حال چک ۲۰۱ سٹیشن منٹگمری۔ جھوک گادھی مربعہ سگرے داگرے سیال معرفت میاں رحیم بخش۔

مقدمہ مندرجہ بالا میں مدعا علیہم تعمیل سمن سے عمداً گریز کرتے ہیں لہٰذا ان کے نام اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی شائع کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہم مذکور بتاریخ ۵/۲ ۲۶ حاضر عدالت نہ ہو کر پیروی مقدمہ نہ کرینگے تو اُن کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائیگی۔ تحریر ۲۶/۱

دستخط حاکم جلیس و مہر عدالت

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھیں۔ مینیجر





روئی میں خارجی اشیا کی آمیزش

غیر خالص روئی سے بالآخر کیا نقصان ہوتا ہے۔

روئی اوٹنے کے کارخانہ داروں کو تنبیہہ

(از ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب)

اسٹر کاٹن سپنرز اینڈ مینوفیکچررز ایسوسی ایشن کی بین الاقوامی مجلس کی طرف سے انڈین سنٹرل کاٹن کمیٹی بمبئی کے نام ایک مراسلت موصول ہوئی ہے۔ جس سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ گذشتہ سال سندھ اور بنگال کی کپاس میں کثیف اشیاء مثلاً کپڑے کے چیتھڑوں۔ تھیلوں۔ رسیوں اور فیتوں کے ٹکڑوں کی غیر معمولی مقدار موجود تھی۔ اور اکثر حالتوں میں تو روئی کے گٹھوں میں بنولوں اور اناج کے چھلکوں کی تہیں لگی ہوئی پائی گئیں۔ گذشتہ سال اس قسم کی ملاوٹ میں ۵ سے ۶ فیصدی تک کا اضافہ پایا گیا۔

ایسٹ انڈین روئی میں اس قسم کی کثیف اشیاء ہوتی ہیں کہ کارخانوں میں صاف کرنے والی کلیں انکو علیحدہ نہیں کرسکتیں اور یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اگر روئی میں کسی قسم کی سخت چیز موجود ہو تو اس کے کاتنے میں بسا اوقات مشین کے ٹھہر جانے کی وجہ سے سخت تکلیف اٹھانا پڑتی ہے۔ علاوہ ازیں جن دھاگوں کے ساتھ ایسی خارجی اشیا مل ہوں اُن کا کپڑا ناقص ہو جاتا ہے۔ اور اس کی قیمت بھی لازمی طور پر گھٹ جاتی ہے۔ یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایسٹ انڈین روئی کے دھاگے سے جرابیں اور کمبل وغیرہ تیار کئے جاتے ہیں اور اگر روئی میں خارجی اشیا شامل ہوں تو اُن سے سخت خارجی چیز کے مقابل آکر ٹوٹ جاتی ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ چیزیں نفیس ترین مال کی بھی قیمت کو کم کر دیتی ہیں۔ جس سے کثیر مالی نقصان ہوتا ہے۔

اس قسم کی شکایتیں پریسٹن کاٹن ایکسچینج کی معرفت دو کارخانوں سے موصول ہوئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے بڑی شکایت سندھ کی غیر ملائم کپاس کے متعلق ہے۔ گو اس ضمن میں بنگال کی کپاس کا ذکر کیا گیا ہے۔ پریسٹن میں اس قسم کی غیر ملائم ہندوستانی کپاس کثیر مقدار میں درآمد کی جاتی ہے جو معمولی قسم کے کام میں مقابلتاً کم قیمت رکھتی ہے۔ لیکن جو خاص اغراض کے لئے مثلاً سوتی کمبل اور سوتی تولیہ تیار کرنے کے کام آتی ہے۔ ان اغراض کے لئے ایسی کپاس درکار ہے جس میں بنولہ نہ ہو۔ چونکہ اب روئی کو بنولہ سے علیحدہ کرنے کا عمل جاری ہے۔ لہذا روئی صاف کرنے والوں کی توجہ ان نقائص کی طرف منعطف کی جاتی ہے جن سے بالآخر ایسٹ انڈین روئی کی قیمت کم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اگر روئی میں خارجی اشیاء شامل کر دینے کا عمل جاری رہا تو اس سے کاشتکار کو بلاشبہ نقصان پہنچیگا۔ علاوہ ازیں روئی کو بنولہ سے علیحدہ کرنے والوں اور زمینداروں کو بھی بلاوجہ مالی نقصان اٹھانا پڑیگا۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ روئی کے گٹھوں میں جس قدر خارجی اشیاء شامل ہونگی۔ اسی قدر ان کی قیمت کم پڑیگی۔ کیونکہ بننے والے کارخانے ہمیشہ نفیس قسم کی روئی خرید کرتے ہیں

لہذا اس مالی نقصان سے بچنا چاہئے جو روئی کے گٹھوں میں خارجی اشیا شامل کر دینے کی صورت میں لازمی طور پر ہوگا۔ واضح رہے کہ اب روئی اوٹنے اور دبانے کے کارخانوں کا ایک نقشہ عمل ہے جس کے ذریعہ یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ خراب اور ناقص روئی کے گٹھے کس کارخانے سے موصول ہوتے ہیں اور اُن کا اصل مالک کون ہے۔

خبریں

یہ خبر واقعی مسرت و اطمینان کے ساتھ سنی جائیگی کہ پنجاب گورنمنٹ نے استریوں کو حق رائے دہی دینے کے متعلق لیجسلیٹو کونسل کے رزولیوشن کو جو اس نے ۵ دسمبر ۱۹۲۵ء کو پاس کیا تھا منظور کر لیا ہے اور اب استریوں کو حسب قواعد انتخاب بطور ووٹر ووٹ دینے کا ادھیکار ہوگا۔

یہ ترقی کی طرف ایک اور قدم ہے اور ہم اس کے لئے گورنمنٹ پنجاب اور اہل پنجاب دونوں کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اس سے پہلے کئی دیگر صوبجات میں استریوں کو یہ حق دیا جا چکا ہے۔ لیکن پنجاب نے ابھی تک صنف نازک کے ساتھ انصاف نہیں کیا تھا۔ شکر ہے کہ پنجاب کے ماتھے سے یہ بدنما دھبہ دھو دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اب استریوں میں ملک و قوم کی سیوا کا جذبہ پہلے سے بھی زیادہ پیدا ہو جاویگا اور وہ اپنے دیش کی آزادی کے متعلق جد و جہد میں پورا حصہ لینگی۔

(بندے ماترم)

عام خیال تھا کہ وائسرائے صاحب اسمبلی کے تازہ اجلاس میں ایک اہم تقریر کرینگے۔ لیکن آپ نے اسمبلی میں جو تازہ تقریر کی ہے وہ سخت مایوس کن ہے۔ اصلاحات کے متعلق آپ نے صرف یہ کہا جب تک ہندوستانی تعاون نہیں کرتے تب تک کچھ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے شاہی کمیشن وغیرہ کا جس کی کہ توقع کی جاتی تھی ذکر تک نہیں کیا۔ البتہ اپنے زراعتی کمیشن کی تقرری کا اعلان کیا۔ جنوبی افریقہ کے معاملہ کے متعلق کہا کہ تمام واقعات معلوم کرنے کے بعد عرض داشت بھیجی جائیگی غرض کہ یہ تقریر سخت مایوس کن تھی (ر[illegible])

کلکتہ ۱۷ جنوری - بابو دوجیندر ناتھ ٹیگور جن کی آج مرتیو کی خبر آئی ہے شاعر رابندرا ناتھ ٹیگور کے سب سے بڑے بھائی تھے. آپ سنسکرت کے بڑے فاضل تھے اور بنگالی مختصر نویسی کے طریق کے موجد تھے آپ کو شانتی نکیتن میں بڑا دادا (بڑا بھائی) کہہ کر پکارا جاتا تھا. آپ کی وفات بنگال کی ادبی دنیا کے لئے ایک بھاری نقصان ہے۔

(ر)

کلکتہ کے ایک اخبار کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ آئیندہ سال مسٹر ڈی - سی گوسوامی کو کلکتہ کا پریزیڈنٹ منتخب کیا جائیگا اور کہ لوگ یہ خواہش بھی کر رہے ہیں کہ مسٹر گوسوامی اسمبلی کی ممبری چھوڑ کر بنگال کونسل کے ممبر منتخب ہوں اور وہاں کونسل سوراجیہ پارٹی کی رہنمائی کریں۔

(ر)

بمبئی ۹ جنوری - بمبئی کرانیکل کی عنان ادارت سنبھالتے ہوئے ایک ذاتی بیان میں مسٹر ہارنیمن رقمطراز ہیں کہ کرانیکل آئیندہ بھی وہی رہیگا جو آجتک رہا ہے اخبار ہٰذا ہندوستان کی قومی سپرٹ کی آواز رہیگا اور سنجیدہ مگر غیر مصالحت پسندانہ طریق سے ان لوگوں کی خواہشات و جذبات کی ترجمانی کرتا رہیگا جو آزادی کے لئے مصروف پیکار ہیں۔

(ر)

لندن ۱۶ جنوری سر چارلس بائرن جلد ہی ہندوستان کی سیر کے لئے روانہ ہونے والے ہیں۔

(ر)

کلکتہ میں کالی جی کے مندر میں ایک ہندو پوجا کر رہا تھا. اس ہندو نے پوجا کرتے وقت اپنے پاس سے خنجر انکالا اور کالی جی کو خوش کرنے کے اپنا گلا کاٹ ڈالا (ر)

اشتہار

جو مسیحی اصحاب کسی شہر کے قریب کھلے و صحت افزا موقعہ پر اپنے مکانات بنانا چاہتے ہیں. مگر ان کو مسیحیوں کے پڑوس میں سستی زمین نہیں ملتی وہ مجھ سے ریلوے سٹیشن کے قریب چند روپیہ مرلہ یا تین صد روپیہ کنال پر زمین لیں اور قیمت یکمشت یا چند قسطوں میں بحساب بیس روپیہ ماہوار دیکر مکان بنالیں۔

جے ڈانیل ہیڈ ماسٹر گجرات

اشتہار ضروری

ناظرین نورافشاں کی خدمت میں یہ عزیز دست بستہ عرض کرتا ہے کہ میرا قوت بازو چھوٹا بھائی جسکی عمر تخمینا ۲۱-۲۲ برس کی ہے. رنگ گورا قد لمبا. ناک اُٹھی ہوئی. آنکھیں درمیانی - پوشاک اکثر دھوتی اور کوٹ اور صافہ پہنتا ہے. لڑائی پر عنقریب تین یا زیادہ سال تک نوکری کی ہے اور اُسکی ایک ٹانگ میں ٹخنے سے اوپر گولی لگی تھی سو قدرے لنگ کرکے چلتا ہے اور بائیں رخسار پر ایک داغ چیچک کا ہے اور اُس کا نام جیمپرسی جارٹن ہے جو کہ عرصہ دو سال سے گھر سے غائب ہے اگر کسی صاحب کو اس کا پتہ ملے تو خاکسار کے پاس اس کا پتہ بھیج دیجیگا. میں تازندگی شکر گذار ہونگا اور خدا باپ آپ کے پشت در پشت کو برکت دیگا۔

میرا پتہ یہ ہے:

ڈی سی جارٹون معرفت زنانہ ہسپتال

پیپل منڈی - آگرہ

یونگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے جس نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانیکی غرض سے حال لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کردی ہیں اور چار ہندوستانی خواتین اُنکی مدد کرتی ہیں. اس سے چھوٹے بچوں کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے فیس و خرچ لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے. کلاس فیس بحساب سرکاری شرح ہے متفرق اخراجات کے لئے ۱۲ ماہوار فی طالب علم. کتابوں اور سٹیشنری کی قیمت اس کے علاوہ ہے بموجب نئے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی - الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جز کشا ۱ عہ سے ۱ لعہ تک کرد کوزل عہ سے عہ تک زیر حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا و صحت افزا مقام پر واقع ہے. اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما کھیل کا میدان. لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوشنوضع تالاب اور عبادت کے لئے ایک گرجا گھر. جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں. اسکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلٰے التعلیم یافتہ ہیں. چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجایش ہے. لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں. المشتہر:-

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

ضلع گورداسپور۔



توبھی باقاعدہ ہون نہ ہوسکے اور جب کھائی آگ کھا گئی تو اپنا اور اپنے لواحقین کا تو شکم کیسے بھرینگے۔ اب ایسی عبادت جسے لوگ ادا ہی نہیں کر سکتے کیسی فضول ہے چاہئے کہ ہر شخص ہر وقت اور ہر جگہ ہر زبان میں خدا کی عبادت کر سکے جیسا کہ بائبل مقدس کی رو سے میں نے پیش کیا ہے۔

اس کے علاوہ ۔۔۔ دوسرے پہلو پر بھی نظر کیجئے۔ انسان مدنی بالطبع پیدا ہوا ہے۔ وہ اکیلا نہیں رہ سکتا۔ اسی لئے دوست ہوتے ہیں۔ رشتہ دار اور متعلقین ہوتے ہیں۔ سوسائٹیاں ہوتی ہیں اور قومیں ہوتی ہیں کہ انسان باہم ملکر رہ سکیں۔ ان تمام تعلقات میں سب سے زیادہ اور گہرا تعلق میاں بیوی کا ہے۔ وہ گویا دونوں ملکر ایک بدن ہوتے ہیں۔ جان ومال مشترک۔ عزت وآبرو مشترک۔ آل واولاد مشترک۔ گھر ایک۔ گھاٹ ایک۔ مفاد ایک دلچسپیاں ایک۔ غرض فی الحقیقت وہ دو نہیں ہوتے۔ بلکہ ایک ہوتے ہیں۔ یہی بائبل مقدس کی پاک تعلیم ہے۔ اور یہی انسانی تجربہ اور عقل کی بات ہے۔ پس ایسے مقدس ایسے اعلیٰ اور ایسے اہم رشتے کے باہمی تعلقات کے تحفظ و بقا کے لئے وہ قوانین درکار ہیں جن سے کہ یہ تعلق ٹھیک رہے اور وفاداری اور شرافت کے ساتھ قائم رہے۔ انجیل مقدس میں لکھا ہے کہ ایک آدمی کے لئے ایک بیوی بس ہے اور ان کا تعلق عارضی نہیں بلکہ دائمی رشتہ ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا۔ لیکن چونکہ اس پاک تعلق کے لئے حفاظت نامرس باہمی وفاداری اور کامل موانست جزو لاینفک ہے اور بخلاف اس کے غداری حرامکاری اور غیروں سے تعلقات رکھنا اس تعلقات کو بگاڑنے والی چیزیں ہیں اس لئے فرمایا کہ حرامکاری سے یہ تعلق ٹوٹ جاتا ہے اور اس کے سوا کسی اور وجہ سے نہیں۔ میاں بیوی ایک دوسرے کو اپنا آپ سونپ چکے۔ ان امانتوں میں خیانت اس مضبوط رشتہ کو توڑنے والی شے ہے۔ اس سے پرہیز کرو۔ نہ شوہر اپنی بیوی کے سوا کسی اور سے روسیاہی کرے اور نہ عورت اپنے خاوند کے علاوہ کسی غیر مرد سے بدکاری کرے۔ اس کے خلاف ستیارتھ پرکاش کو دیکھئے کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ سوامی دیانند جی مہاراج فرماتے ہیں کہ اگر کسی شریف خاتون کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں اور اولاد نرینہ سے وہ محروم ہو تو اسے کہا جائے کہ اے نیک بخت بی بی جا اور کسی اور مرد نیک خصال سے اولاد حاصل کر وغیرہ۔ حضرات دیکھئے یہ کیسی حیاسوز تعلیم ہے کہ اس پر عمل کرنے سے اولاد تو شاید افراط سے پیدا ہوا کریگی لیکن کسی قسم کی پاکیزگی اور شرافت ہمارے دل میں نہ رہیگی۔ دنیا ایک اندھیر نگری ہو جائیگی۔ اس مخرب اخلاق مذہبی رسم کا نام نیوگ ہے اور اسکی تفصیل جو ستیارتھ پرکاش میں سوامی جی نے لکھی ہے میں ایک مہذب مجلس میں سنا نہیں سکتا۔ شریف آدمی تو ایسی باتوں کے سننے کی تاب بھی نہیں لا سکتے۔ مگر کچھ ایسے شریف لوگ بھی اس چنگل نیوگ کے نیچے زندگی بسر کرتے ہیں جو اس رسم کو اپنا مذہبی فرض جانکر عمل کرتے ہیں۔ خدا انہیں ہدایت دے۔ غرض غور کیجئے کہ میاں بیوی کے تعلق کو پاک اور دائمی رکھنے کیلئے بائبل مقدس نے کیا تعلیم دی ہے اور سوامی جی کیا راگ الاپ رہے ہیں۔ معاشرت کے دوسرے پہلوؤں پر نظر کیجئے۔ انجیل میں تعلیم ہے کہ دشمنوں کے لئے دعا مانگو۔ اُن پر لعنت نہ کرو۔ انتقام لینے کا خیال چھوڑ دو۔ سب کو اپنا بھائی جانو اور برادرانہ الفت کے ساتھ پیش آؤ۔ لیکن رگ وید مترجمہ سوامی دیانند جی مہاراج میں جو دشمنوں کے لئے تعلیم ہے اسے سنکر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں (دیکھئے ١٣ ادھیائے منتر) کس طرح ان کو پامال اور نیست کرنے کی تعلیم ہے کہ انکا نشان بھی کہیں ڈھونڈے سے نہ ملے۔ ظالمانہ موت سے انہیں مارا جائے۔ اُن کے ناپاک اور آلودہ جسم سے زمین ناپاک ہوتی ہے اس لئے انہیں ناش کر دیا جائے۔ اُنکے گاؤں جلا دیے جائیں۔ پناہ بخدا کیسی تعلیم ہے اور کس طرح ہمارے دلوں میں بجائے مہر و محبت کے عداوت اور کینہ کا بیج بویا جاتا ہے۔ کیا وہ کتاب جس میں اس قسم کی تعلیم ہو الہامی کتاب ہو سکتی ہے۔

خدا کی کتاب کا اصل مقصد یہ ہونا چاہئے کہ خدا کی مرضی کا انکشاف کرے۔ الہام کے معنی ہی یہی ہیں۔ بائبل میں لکھا ہے کہ خدا کسی روح کی ہلاکت سے خوش نہیں ہوتا۔ وہ چاہتا ہے کہ انسان گناہوں سے پاک ہو جائیں۔ لیکن اگر آپ وید کا مطالعہ کریں تو کبھی آپ کو پتہ نہیں لگ سکتا کہ پرمیشور کی کیا مرضی ہے۔ انسان کا روحانی اقتضا بجز اس کے کیا ہے کہ وہ دنیا کے گناہ آلود مصائب سے چھوٹ کر سرور سرمدی میں رہے۔ مگر آواگون کے چکر میں پھنسکر تو انسان انسان ہی نہیں رہ سکتا۔ چہ جائیکہ نجات حاصل کرے اور ستیارتھ پرکاش میں تو یہاں تک لکھا ہو کہ مکتی یافتہ روحیں بھی ہمیشہ کیلئے مکتی خانہ میں نہ رہینگی بلکہ دوبارہ دنیا میں لوٹا دی جائینگی۔ اسکا نتیجہ یہ ہے کہ کبھی راحت وسرور اور اطمینان میسر ہی نہ آئیگا۔ نجات پانے کے بعد بھی روحوں کو ہمیشہ یہی خلش اور یہی خدشہ رہیگا کہ اب یہاں سے نکالی گئیں اور پھر وہی چکی کا پاٹ ہمارے گلے میں لٹکا دیا جائیگا ہم ہونگے اور تناسخ کا لامتناہی چکر۔ اسلئے وید بھگوان انسان کے روحانی اقتضا کو پورا نہیں کر سکتا۔ لیکن بائبل مقدس ہمیں بتاتی ہے کہ انسان اس زندگی میں کامل طور پر گناہ سے پاک نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ چاہے کہ خدا کی طرف راغب ہو اور وہ خدا کے ساتھ پیوست ہو جائے تو ضرور ہے اسکی یہ زندگی تبدیل ہو جائے اور اُسے ایک نئی زندگی ملے۔ مسیح کے پاس آکر اُسے گناہ سے کراہت اور نفرت ہو جاتی ہے اور جب وہ دیکھتا ہے کہ میرے گناہوں کے باعث میرے آقا اور میرے خداوند کو کس قدر تکلیف اُٹھانی پڑی وہ گناہوں سے بیزار ہو جاتا ہے۔

پادری صاحب نے جب تقریر ختم کی تو پنڈت جے دیو

صاحب اٹھے۔ لیکن انہوں نے پادری صاحب کی ایک گھنٹہ بھر کی تقریر کو تو چھوا بھی نہ۔ اُن مقررکردہ معیار۔ وقت وغیرہ دن کو گننے کا بجالا سکو یاد انتقا۔ اسلئے تقریر کی تردید میں تو ایک حرف تک نہ زبان پر نہ لائے۔ نہ نیوگ کی حمایت کی نہ ہون کی تائید میں کچھ کہا اور کہا تو یہی کہ الہامی کتاب کا طرز خطاب عمدہ چاہئے۔ لیکن بائبل میں دھوکے باز۔ ریاکار۔ بیوقوف۔ اس قبیل کے اور بہت سے الفاظ پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ الہام دنیا کے شروع میں ہونا چاہئے جیسا کہ وید مقدس آغازِ آفرینش سے موجود ہے۔ لیکن بائبل تو ابھی کل کی تصنیف ہے اور پھر بائبل میں بہت تضاد پایا جاتا ہے۔ جو الہامی کتاب میں نہیں ہونا چاہئے۔ پیدائش کی کتاب کو پڑھکر دیکھ لو۔ مجھے باب اور آیت یاد نہیں۔

اس کے بعد پھر پادری صاحب اٹھے اور کہا پنڈت جی مہاراج۔ میری ایک گھنٹہ کی تقریر تو ہوا میں اُڑ گئی آپ نے ایک کان سنی اور دوسرے کان نکال دی اور اس پر مطلق التفات نہ کی۔ میں نے جو دلائل پیش کئے تھے وہ گویا طرفین کی تعلیمات کا مقابلہ تھا۔ آپ کا فرض تھا کہ ان دلائل کی تردید کرتے۔ لیکن آپ نے جو خاموشی اختیار کی ہے اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے انہیں تسلیم کر لیا ہے کیونکہ مثل مشہور ہے کہ **السکوت یدل علی الرضا**۔ آپ نے فرمایا کہ بائبل میں تضاد ہے اور جب حوالہ طلب کیا گیا تو آپ بتا نہ سکے اور کہہ دیا کہ پیدائش تو دیکھو۔ صاحب من پیدائش تو ایک ضخیم کتاب ہے میں اس میں کیا دیکھوں اور کہاں کہاں دیکھوں۔ آپ اس میں کچھ تضاد نکال کر تو دکھاتے۔ پھر میں آپ کو سمجھاتا کہ تضاد ہے یا نہیں۔ آپ نے کہا کہ بائبل کا طرز خطاب اچھا نہیں۔ جناب من جہاں کہیں ریاکار اور مکار کہا گیا ہے وہاں درحقیقت ایسے لوگوں کو کہا گیا ہے جو ریاکار۔ مکار اور حرامکار تھے۔ تاکہ اُن کے عیوب اُن کے سامنے آئینہ کی طرح آ جائیں اور وہ اپنے افعال سے شرمائیں۔ لیکن درشت کلامی اور ناشائستہ طرز خطاب دیکھنا ہو تو یجروید ۳۹ ادھیا ۲۰ منتر پڑھئے کہ کیسی الہامی بدتہذیبی پائی جاتی ہے۔ آپ نے ایک اور دلچسپ اعتراض کیا کہ الہام دنیا کے شروع میں ہونا چاہئے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ دنیا کے شروع میں الہام ہوتا تو کن لوگوں پر ہوتا اور کس زبان میں ہوتا۔ زبانیں تو بعد میں حسب ضرورت انسانوں نے بنائیں۔ پھر جب کوئی زبان ہی نہ ہوتی تو الہام کیسے ہوتا۔ یہی تو بائبل کا کمال اور اُسکی صداقت کا ثبوت ہے کہ جب زبان ترقی کر کے آپکی مرضی کے انکشاف کے قابل ہو گئی تب خدا نے اپنی مرضی کا اظہار بندوں پر فرمایا نہ کہ وید بھگوان کی طرح کہ یونہی رشیوں کے منہ سے خدا کا کلام اُبل پڑا۔ اور یوں تو ہم بھی مانتے ہیں کہ آغازِ آفرینش میں حضرت آدم علیہ السلام پر خدا نے الہام نازل فرمایا۔ مگر وہ کوئی تحریری الہام نہ تھا۔ کتابی صورت میں نہ تھا۔ ہماری زبانوں میں نہ تھا۔ وقت کے لحاظ سے حالات کے مطابق اور ملہم کی حیثیت کے موافق ہمیشہ الہام ہوا کئے۔ خود ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے کہ شروع میں کوئی زبان ہی نہ تھی اور جب زبان ہی نہ تھی تو وید بھگوان کا زبان سنسکرت میں ہونا چہ معنی دارد۔

جلسہ ختم ہوا دوسرے دن پادری صاحب عازم لاہور ہوئے۔ میں اُن کی خاطر لاہور تک ان کے ہمراہ گیا اور وہ میری خاطر دو دن لاہور ٹھہرے۔ عجیب بے ریا روحانی انسان ہیں۔ اُنکی رفاقت غنیمت تھی پھر وہ فتح گڑھ چلے گئے اور میں اپنے گھر سیالکوٹ چلا آیا۔ گوجرانوالہ میں جو اثر پادری صاحب کی تقاریر کا ہوا اُس کی کچھ کیفیت تو میں نے بیان کردی مگر ع

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

والسلام۔

خواجہ

اشتہار کتب

نظام حیوانات۔ زبان اردو۔ عربی ٹائپ۔ دنیا کے تمام پہاڑی۔ جنگلی۔ فرنگستانی۔ قطبی۔ دریائی جانوروں۔ بندروں۔ ریچھوں۔ چوہوں۔ گینڈوں۔ رینڈیر اور وہیل مچھلی کا مفصل حال اور نہایت صاف ستھری تصاویر۔ یہ کتاب اب نایاب ہے اور ہمارے ہاں صرف ۱۰ کاپیاں باقی ہیں۔ جلد منگائیں صفحہ ۱۸۴۔ بڑا سائز۔ قیمت عہ

خوانِ عقل۔ یہودی اور مسیحی مذہب کا باہمی تعلق۔ محمدی اور مسیحی مذہب کا باہمی تعلق۔ تینوں مذاہب کی تعلیمات کا مقابلہ صفحہ ۱۳۶ - ۸ر

کلید پنج گنج۔ خدا کی طرف سے وسیلہ کے تقرر اور اس کی الوہیت و انسانیت اور وسیلہ کی ضرورت وغیرہ کے متعلق ٹریکٹ صفحہ ۲۸ - ۳ پائی۔

خاندانی دعائیں۔ مسیحی گھرانوں کے لئے قریباً تمام موقعوں کے متعلق مختصر دعائیں مجلد ص۸۸ ۲ پائی کپڑا

خوشوقتی حقیقی و ظفر الایمان یعنی ۲۲ شہیدوں کے حالات منظوم۔ صرف چند کاپیاں باقی رہ گئی ہیں۔ صفحہ ۲۰ - ۱ر

کاغذی گراموفون۔ پریم سبھاؤں۔ مسیحی مجالس اور شادیوں میں گانے کے موزوں اور سنجیدہ اردو اور پنجابی گیتوں۔ غزلوں اور زبوروں کا نیا مجموعہ صفحہ ۴۰ - ۲ر

کامل ہو۔ مسیحی کاملیت پر ایک عمدہ اردو ٹریکٹ صفحہ ۲۴ - ۲ پائی۔

خلاصہ تعلیم عیسوی۔ بطور سوال و جواب مسیحی دین کی تعلیم دی گئی ہے۔ صفحہ ۲۹ - ۳ پائی۔

پتہ:۔ **سکرٹری پنجاب ریلجس بک سوسائٹی**
انارکلی۔ لاہور

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم اے منیجر نورافشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوانچند صاحب پرنٹر چھپا۔